برکات الدعا

سیّد احمد خان صاحب کے سی ایس آئی

کے خیالات کے رد مین

جسکو

مجدد زمان و مسیح دوران مرزا غلام احمد

صاحب نے تالیف کیا مکرر بغرض فائدہ عام

مطبع احمدی واقع کمپٹی مین طبع ہوا

قیمت فی جلد ڈیڑھ آنہ ۱ر

نمونۂ دُعائے مستجاب

انیس ہند میرٹھ اور ہماری پیشگوئی پر اعتراض

اس اخبار کا پرچہ مطبوعہ ۲۵ مارچ ۱۸۹۳ع جس مین میری اُس پیشگوئی کی نسبت جو لیکھرام پشاوری کے بارے مین مین نے شائع کی تھی کچھ نکتہ چینی ہی مجھکو ملا مجھے معلوم ہوا ہی کہ بعض اور اخبارون پر بھی یہ کلمۃ الحق شاق گزرا ہے اور حقیقت مین میرے لئے خوشی کا مقام ہی کہ یون خود مخالفون کے ہاتھون اسکی شہرت اور اشاعت ہو رہی ہی سو مین اسوقت اس نکتہ چینی کے جواب مین صرف اسقدر لکھنا کافی سمجھتا ہون کہ جس طور اور طریق سے خدا تعالیٰ نے چاہا اُسی طور سے کیا میرا اس مین دخل نہین ہان یہ سوال کہ ایسی پیشگوئی مفید نہین ہوگی اور اس مین شبہات باقی رہ جائینگے اس اعتراض کی نسبت مین خوب سمجھتا ہون کہ یہ پیش از وقت ہی مین اس بات کا خود اقراری ہون اور اب پھر اقرار کرتا ہون کہ اگر جیساکہ معترضون نے خیال فرمایا ہی پیشگوئی کا ماحصل آخرکار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قایم ہو گئی تو وہ پیشگوئی متصور نہین ہوگی اور بلاشبہ ایک مکر اور فریب ہوگا کیونکہ ایسی بیماریون سے تو کوئی بھی خالی نہین ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہین پس اس صورت مین بلاشبہ مین اس سزا کے لایق ٹھیرونگا جسکا ذکر مین نے کیا ہی لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس مین قہر الٰہی کے نشان صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دین تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہی اصل حقیقت یہ ہی کہ پیشگوئی کی ذاتی عظمت اور ہیبت دلون اور وقتون کے مقرر کرنے کے محتاج نہین اس بارے مین تو زمانہ نزول عذاب کی ایک حد مقرر کر دینا کافی ہے پھر اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلون کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہی اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

سید احمد خان صاحب کے۔سی۔ایس۔آئی۔کے

رسالہ الدعاو الاستجابۃ اور رسالہ تحریر فی اصول التفسیر پر ایک نظر

ای اسیرِ عقلِ خود بر ہستی خود کم بناز	کین سپہرِ بوالعجائب چون تو بسیار آورد
غیر راہ ہرگز نمی باشد گذر در کوئے حق	ہر کہ آید زآسمان او رازِ آن یار آورد
خود بخود فہمیدنِ قرآن گمانِ باطل است	ہر کہ از خود آورد او نجس و مُردار آورد

سید صاحب اپنے رسالہ مندرجہ عنوان مین دعا کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہین کہ استجابت دعا کے یہ معنی نہین ہین کہ جو کچھ دُعا مین مانگا گیا ہے وہ دیا جائے کیونکہ اگر استجابت دعا کے یہی معنی ہون کہ وہ سوال بہر حال پورا کر دیا جاے تو دو مشکلین پیش آتی ہین **اوّل** یہ کہ ہزارون دعائین نہایت عاجزی اور اضطراری سے کیجاتی ہین مگر سوال پورا نہین ہوتا جسکے یہ معنی ہوتے ہین کہ دُعا قبول نہین ہوئی حالانکہ خدا نے استجابت دعا کا وعدہ کیا ہے **دوسری** یہ کہ جو امور ہونے والے ہین وہ مقدر ہین اور جو نہین ہونے والے وہ بھی مقدر ہین اُن مقدرات کے برخلاف ہرگز نہین ہوسکتا پس اگر استجابت دُعا کے معنی سوال کا پورا کرنا قرار دیے جائین تو خدا کا یہ وعدہ کہ ادعونی استجب لکم ان سوالون پر جنکا ہونا مقدر نہین ہے۔ صادق نہین آسکتا یعنی ان معنون کی رو سے یہ عام وعدہ استجابت دعا کا باطل ٹھیریگا کیونکہ سوالون کا وہی حصہ پورا کیا جاتا ہے جسکا پورا کیا جانا مقدر ہے لیکن استجابت دعا کا وعدہ عام ہے

جس مین کوئی بھی استثنا نہین پھر جس حالت مین بعض آیتین ظاہر کر رہی ہین کہ جن چیزون کا دیا جانا
مقدر نہین وہ ہرگز دی نہین جاتین اور بعض آیتون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی دعا رد نہین
ہوتی اور سب کی سب قبول کیجاتی ہین اور نہ صرف اسی قدر بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے
تمام دعاؤنکے قبول کرنیکا وعدہ کر لیا ہے جیسا کہ آیت ادعونی استجب لکم سے ظاہر ہی پھر اس
تناقض اور تعارض آیات سے بجز اسکے کیونکر مخلصی حاصل ہو کہ استجابت دعا سے عبادت کا قبول کرنا مراد
لیا جائے یعنی یہ معنی کئے جائین کہ دعا ایک عبادت ہی اور جب وہ دل سے اور خشوع سے اور
خضوع سے کیجائے تو اسکے قبول کرنیکا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہی پس استجابت دعا کی حقیقت
بجز اسکے اور کچھہ نہین کہ وہ دعا ایک عبادت متصور ہو کر اُسپر ثواب مترتب ہوتا ہی ہان اگر مقدر مین
ایک چیز کا ملنا ہی اور اتفاقاً اسکے لئے دعا بھی کی گئی تو وہ چیز ملجاتی ہی مگر نہ دعا سے بلکہ اسکا ملنا مقدر
تہا اور دعا مین بڑا فائدہ یہ ہی کہ جب دعا کرنے کے وقت خدا کی عظمت اور بے انتہا قدرت کا خیال
اپنے دل مین جمایا جاتا ہی تو وہ خیال حرکت مین آکر اُن تمام خیالات پر جن سے اضطرار پیدا ہوا ہی غالب
ہوجاتا ہی اور انسان کو صبر اور استقلال پیدا ہوجاتا ہے اور ایسی کیفیت کا دل مین پیدا ہوجانا
لازمہ عبادت ہی اور یہی دعا کا مستجاب ہونا ہی پھر سید صاحب اپنے رسالہ کے اخیر مین لکھتے
ہین کہ جو لوگ حقیقتِ دعا سے ناواقف اور جو حکمت اسمین ہی اس سے بیخبر ہین وہ کہہ سکتے ہین کہ
جب یہ امر مسلّم ہی کہ جو مقدر نہین ہی وہ نہین ہونیکا تو دعا سے کیا فائدہ ہی یعنی جبکہ مقدر بہر
حال مل رہیگا خواہ دعا کرو یا نہ کرو اور جسکا ملنا مقدر نہین اُسکے لئے ہزارون دعائین کئے
جاؤ کچھہ فائدہ نہین تو پھر دعا کرنا ایک امر عبث ہی اسکے جواب مین سید صاحب فرماتے
ہین کہ اضطرار کیوقت استمداد کی خواہش رکھنا انسان کی فطرت کا خاصہ ہی سو انسان اپنے فطرتی
خاصہ سے دعا کرتا ہے بلا خیال اسکے کہ وہ ہوگا یا نہین اور بمقتضائے اُسکی فطرت کے

اس کو کہا گیا ہی کہ خدا ہی سے مانگو جو مانگو۔

اس تمام تحریر سے جسکو ہمنے بطور خلاصہ اوپر لکھ دیا ہی ثابت ہوا کہ سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ دعا ذریعۂ حصول مقصود نہین ہوسکتی اور نہ تحصیل مقاصد کیلیے اسکا کچھہ اثر ہی اور اگر دعا کرنیسے کسی داعی کا فقط یہی مقصد ہو کہ بذریعہ دعا کوئی سوال پورا ہو جائے تو یہ خیال عبث ہی کیونکہ جس امر کا ہونا مقدر ہی اُسکے لئے دعا کی حاجت نہین اور جسکا ہونا مقدر نہین ہی اس کے لئے تضرع وابتہال بیفائدہ ہی غرض اس تقریر سے بتمامہ صفائی کھل گیا کہ سید صاحب کا یہی عقیدہ ہے کہ دعا صرف عبادت کے لئے موضوع ہی اور اسکو کسی دنیوی مطلب کے حصول کا ذریعہ قرار دینا طمع خام ہے۔

اب واضح ہو کہ سید صاحب کو قرآنی آیات کے سمجھنے مین سخت دہوکا لگا ہوا ہی مگر ہم انشاء اللہ تعالی اُس دہوکے کی کیفیت کو اس مضمون کے آخیر مین بیان کرینگے اس وقت ہم نہایت افسوس سے یہ ظاہر کرتے ہین کہ اگر سید صاحب قرآن کریم کے سمجھنے مین فہم رسا نہین رکھتے تھے تو کیا وہ قانون قدرت بھی جسکی پیروی کا وہ دم مارتے ہین اور جسکو وہ خدا تعالی کی فعلی ہدایت اور قرآن کریم کے اسرار غامضہ کا مفسر قرار دیتے ہین اس مضمون کے لکھنے کیوقت انکی نظر سے غائب تہا کیا سید صاحب کو معلوم نہین کہ اگرچہ دنیا کی کوئی خیر و شر مقدر سے خالی نہین تاہم قدرت نے اُسکے حصول کے لئے ایسے اسباب مقرر کر رکھے ہین جنکے صحیح اور سچے اثر ہین کسی عقلمند کو کلام نہین مثلاً اگرچہ مقدر پر لحاظ کر کے دوا کا کرنا نہ کرنا درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ دعا یا ترک دعا مگر کیا سید صاحب یہ رائے ظاہر کرسکتے ہین کہ مثلاً علم طب سراسر باطل ہے اور حکیم حقیقی نے دواؤن مین کچھ بھی اثر نہین رکھا پھر اگر سید صاحب باوجود ایمان بالتقدیر کی اس بات کے بھی قائل ہین کہ دوائین بھی اثر سے خالی نہین تو پھر کیون خدا تعالی کی یکسان اور متشابہ قانون سے ہین

فتنہ اور تفرقہ ڈالتے ہین کیا سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ خدا تعالی اس بات پر تو قادر تھا کہ تربد اور سقمونیا اور سنا اور حب الملوک مین تو ایسا قوی اثر رکھے کہ انکی پوری خوراک کھانے کے ساتھ ہی دست چھوٹ جاوین یا مثلاً سم الفار اور بیش اور دوسری ہلاہل زہرون مین وہ غضب کی تاثیر ڈالدی کہ انکا کامل قدر شربت چند منٹون مین ہی اس جہان سے رخصت کر دے لیکن اپنے برگزیدون کی توجہ اور عقد ہمت اور تضرع کی بھری ہوئی دعاؤن کو فقط مردہ کی طرح رہنے دے جن مین ایک ذرہ بھی اثر نہ ہو کیا یہ ممکن ہے کہ نظام الہی مین اختلاف ہو اور وہ ارادہ جو خدا تعالی نے دواؤن مین اپنے بندون کی بھلائی کے لئے کیا تھا وہ دعاؤن مین مرعی نہ ہو نہین نہین ہرگز نہین بلکہ خود سید صاحب دعاؤن کی حقیقی فلاسفی سے بیخبر ہین اور انکی اعلی تاثیرون پر ذاتی تجربہ نہین رکھتے اور انکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی ایک مدت تک ایک پرانی اور سال خوردہ اور مسلوب القوی دوا کو استعمال کرے اور پھر اُسکو بے اثر پاکر اس دوا پر عام حکم لگادے کہ اس مین کچھ بھی تاثیر نہین افسوس صد افسوس کہ سید صاحب باوجودیکہ پیرانہ سالی تک پہنچ گئی مگر اب تک ان پر یہ سلسلہ نظام قدرت مخفی رہا کہ کیونکر قضا و قدر کو اسباب سے وابستہ کر دیا گیا ہے اور کس قدر یہ سلسلہ اسباب و مسببات کا باہم گہرے اور لازمی تعلقات رکھتا ہے اور یہ ہی وجہ ہے کہ وہ اس دہوکے مین پھنس گئے کہ اونہون نے خیال کر لیا کہ گویا بغیر ان اسباب کے جو قدرت نے روحانی اور جسمانی طور پر مقرر کر رکھے ہین کوئی چیز ظہور پذیر ہو سکتی ہے یون تو دنیا مین کوئی چیز بھی مقدر سے خالی نہین مثلاً جو انسان آگ اور پانی اور ہوا اور مٹی اور اناج اور نباتات اور حیوانات اور جمادات وغیرہ سے فائدہ اوٹھاتا ہے وہ سب مقدرات ہی ہین لیکن اگر کوئی نادان ایسا خیال کرے کہ بغیر اُن تمام اسباب کے جو خدا تعالی نے مقرر کر رکھے ہین اور بغیر اُن راہون کے جو قدرت نے معین کر دی ہین ایک چیز بغیر توسط جسمانی یا روحانی وسائل کے حاصل ہو سکتی ہے تو ایسا شخص گویا خدا تعالی کی حکمت کو باطل کرنا چاہتا ہے

میں نہیں دیکھتا کہ سید صاحب کی تقریر کا بجز اسکے کچھ اور بھی ماحصل ہے کہ وہ دعا کو منجملہ اُن اسباب موثرہ کے نہیں سمجھتے جنکو اُنھوں نے بڑی مضبوطی سے تسلیم کیا ہوا ہے بلکہ اس راہ میں حد سے زیادہ آگے قدم رکھ دیا ہے مثلاً اگر سید صاحب کے پاس آگ کی تاثیر کا ذکر کیا جاوے تو وہ ہرگز اس سے منکر نہیں ہونگے اور ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ اگر کسی کا جلنا مقدر ہے تو بغیر آگ کی بھی جل رہیگا تو پھر میں حیران ہوں کہ وہ باوجود مسلمان ہونے کے دعا کی تاثیروں سے جو آگ کیطرح کبھی اندھیرے کو روشن کر دیتی ہیں اور کبھی گستاخ دست انداز کا ہاتھہ جلا دیتی ہیں کیوں منکر ہیں کیا اُن کو دعاؤں کے وقت تقدیر یاد آجاتی ہے اور جب آگ وغیرہ کا ذکر کریں تو پھر تقدیر بھول جاتی ہے ان دونوں چیزوں پر ایک ہی تقدیر حاوی نہیں ہے پھر جس حالت میں باوجود تقدیر ماننے کے وہ اسباب موثرہ کو اس شدت سے مانتے ہیں کہ اوسکے غلو میں وہ بدنام بھی ہو گئے ہیں تو پھر اسکا کیا موجب ہے کہ وہ نظام قدرت جس کو وہ تسلیم کر چکے ہیں دعا میں اُن کو یاد نہیں رہا یہاں تک کہ مکھی میں تو کچھہ تاثیر ہے مگر دعا میں اتنی بھی نہیں پس اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ اس کوچہ سے بیخبر ہیں اور نہ ذاتی تجربہ اور نہ تجربہ والوں کی اُن کو صحبت ہے۔

اب ہم فائدہ عام کے لئے کچھہ استجابت دعا کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں سو واضح ہو کہ استجابت دعا کا مسئلہ در حقیقت دعا کی مسئلہ کی ایک فرع ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اُس کو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دھوکے لگتے ہیں پس یہی سبب سید کی غلط فہمی کا ہے اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اوس کے رب میں ایک تعلق مجاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اُس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہونچکر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ

کیطرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جُھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کی پردون کو چیرتا ہوا فنا کے میدانون مین آگے سے آگے نکل جاتا ہی پھر آگے کیا دیکھتا ہی کہ بارگاہ الوہیت ہی اور اسکے ساتھ کوئی شریک نہین تب اسکی روح اُس آستانہ پر سر رکھدیتی ہی اور قوت جذب جو اُسکے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہی تب اللہ جل شانہ اس کام کے پورا کرنیکی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُس دعا کا اثر اُن تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہی جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہین۔ جو اُس مطلب کے حاصل ہونیکے لئے ضروری ہین۔ مثلاً اگر بارش کیلئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کیلئے ضروری ہوتے ہین اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہین اور اگر قحط کیلئے بد دعا ہی تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہی اسی جہت سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہی کہ **کامل** کی دعا مین ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی مین تصرف کرتی ہی اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانون کے دلون کو اس طرف لے آتی ہی جو طرف مؤید مطلوب ہے خدا تعالیٰ کی پاک کتابون مین اسکی نظیرین کچھ کم نہین ہین بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہی اور جس قدر ہزارون معجزات **انبیا** سے ظہور مین آئے ہین یا جو کچھ کہ **اولیائے** کرام ان دلون تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اُسکا اصل اور منبع یہی **دعا** ہے اور اکثر دعاؤن کی اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہین وہ جو عرب کی بیابانی ملک مین ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھون مُردے تھوڑے دنون مین زندہ ہو گئے اور پشتون کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھون کے اندھے بینا ہوئے اور گونگون کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا مین یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اُس سے کسی آنکھ نے

دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا کچھہ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ **وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتون کی دعائین ہی تھین جنہون نے دنیا مین شور مچایا** اور وہ عجائب باتین دکھلائین کہ جو اس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھین۔

اللھم صل وسلم وبارک علیہ وآلہ بعدد ھمہ وغمہ وحزنہ لھذہ الامۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد اور مین اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہون کہ دعاؤن کی تاثیر آب وآتش کی تاثیر سے بڑھکر ہو بلکہ **اسباب طبیعہ** کے سلسلہ مین کوئی چیز ایسی **عظیم التاثیر** نہین جیسی کہ دُعا ہے۔

اور اگر یہ شبہ ہو کہ بعض دعائین خطا جاتی ہین اور اُنکا کچھ اثر معلوم نہین ہوتا تو مین کہتا ہون کہ یہی حال دواؤن کا بھی ہے۔ کیا دواؤن نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے؟ یا انکا خطا جانا غیر ممکن ہے؟ مگر کیا باوجود اس بات کے کوئی اُنکی تاثیر سے انکار کر سکتا ہی؟ یہ سچ ہے کہ ہر ایک امر پر تقدیر محیط ہو رہی ہے مگر تقدیر نے علوم کو ضائع اور بےحرمت نہین کیا اور نہ اسباب کو بےاعتبار کر کے دکھلایا بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ **جسمانی اور روحانی** اسباب بھی تقدیر سے نہین ہین مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو تو اسباب علاج پورے طور پر میسر آجاتے ہین اور جسم کی حالت بھی ایسے درجہ پر ہوتی ہے کہ وہ اُن سے نفع اُٹھانے کے لئے مستعد ہوتا ہے۔ تب دوا نشانہ کی طرح جا کر اثر کرتی ہے۔ یہی قاعدہ دُعا کا بھی ہو یعنی دعا کے لئے بھی تمام اسباب وشرائط قبولیت اسی جگہ جمع ہوتے ہین جہان ارادہ الٰہی اس کے قبول کرنیکا ہے خدا تعالیٰ نے اپنے نظام جسمانی اور روحانی کو ایک ہی سلسلہ موثرات اور متاثرات مین باندھ رکھا ہو پس سید صاحب کی سخت غلطی ہو کہ وہ نظام جسمانی کا تو اقرار کرتے ہین مگر نظام روحانی سے منکر ہو بیٹھے ہین!۔

بالآخر مین یہ کہنا ضروری سمجھتا ہون کہ اگر سید صاحب اپنے اس غلط خیال سے توبہ نہ کرین
اور یہ کہین کہ دعاؤن کے اثر کا ثبوت کیا ہے **تو مین** ایسی غلطیون کے نکالنے کے لئے **مامور ہون**
مین وعدہ کرتا ہون کہ اپنی بعض دعاؤن کی **قبولیت** سے پیش از وقت سید صاحب کو **اطلاع**
دونگا اور نہ صرف اطلاع بلکہ چھپوا دونگا۔ مگر سید صاحب ساتھ ہی یہ بھی اقرار کرین کہ وہ بعد
ثابت ہو جانے میرے دعوی کے اپنے اس غلط خیال سے رجوع کرین گے۔

سید صاحب کا یہ قول ہے کہ گویا قرآن کریم مین خدا تعالیٰ نے تمام دعاؤن کے قبول کرنیکا
وعدہ فرمایا ہے حالانکہ تمام دعائین قبول نہین ہوتین یہ انکی سخت غلط فہمی ہے اور یہ آیت
ادعونی استجب لکم انکے مدعا کو کچھ بھی فائدہ نہین پہنچا سکتی۔ کیونکہ یہ دعا جو آیت ادعونی
استجب لکم مین بطور امر کے بجا لانے کے لئے فرمائی گئی ہے اس سے مراد معمولی دعائین نہین
ہین بلکہ وہ عبادت ہے جو انسان پر فرض کی گئی ہے کیونکہ امر کا صیغہ یہان فرضیت پر دلالت
کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ کل دعائین فرض مین داخل نہین ہین بلکہ بعض جگہ اللہ جل شانہ
نے صابرین کی تعریف کی ہے جو انا اللہ پر کفایت کرتے ہین۔ اور اس دعا کی فرضیت پر بڑا
قرینہ یہ ہے کہ صرف امر پر ہی کفایت نہین کی گئی بلکہ اس کو عبادت کے لفظ سے یاد کر کے بحالت
نافرمانی عذاب جہنم کی وعید اسکے ساتھ لگا دی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ دوسری دعاؤن مین یہ
وعید نہین۔ بلکہ بعض اوقات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دعا مانگنے پر زجر و توبیخ کی گئی ہو
چنانچہ انی اعظک ان تکون من الجاھلین اسپر شاہد ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ
اگر ہر دعا عبادت ہوتی تو حضرت نوح علیہ السلام کو لا تسئلن کا تازیانہ کیون لگایا جاتا اور
بعض اوقات اولیا اور انبیا دعا کرنیکو سوء ادب سمجھتے رہے ہین اور صلحاء نے ایسی دعاؤن مین
استفتاء قلب پر عمل کیا ہے۔ یعنی اگر مصیبت کے وقت دل نے دعا کرنیکا فتویٰ دیا تو دعا کی

کی طرف متوجہ ہوے اور اگر صبر کے لئے فتویٰ دیا تو پھر صبر کیا اور دعا سے مونھ پھیر لیا یا سوا اس کے
اللہ تعالیٰ نے دوسری دعاؤن مین قبول کرنیکا وعدہ نہین کیا، بلکہ صاف فرمادیا ہے کہ چاہون
تو قبول کرون اور چاہون تو رد کرون جیسا کہ یہ آیت قرآن کی صاف بتلارہی ہے اور وہ یہ
ہے بل ایاہ تدعون فیکشف ماتدعون الیہ ان شاء سورہ انعام الجزء نمبر ۷
اور اگر ہم تنزلاً مان ہی لین کہ اس مقام مین لفظ ادعونی سے عام طور پر دعا ہی مراد ہے تو ہم
اس بات کے ماننے سے چارہ نہین دیکھتے کہ یہان دعا سے وہ دعا مراد ہے جو بجمیع شرائط ہو اور تمام شرائط کو
انسان کے اختیار مین نہین جب تک توفیق ازلی یاور نہ ہو اور یہ بھی یاد رہے کہ دعا کرنے مین صرف
تضرع کافی نہین ہے بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی اور کامل یقین اور کامل محبت
اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے یا جسکے لئے دعا کی گئی ہے اسکی دنیا اور آخرت
کے لئے اس بات کا حاصل ہونا خلاف مصلحت الٰہی نہ ہو کیونکہ ایسا اوقات دعا مین اور شرائط
تو سب جمع ہو جاتے ہین مگر جس چیز کو مانگا گیا ہے وہ عند اللہ سائل کے لئے خلاف مصلحت الٰہی
ہوتی ہے اور اوس کے پورے کرنے مین خیر نہین ہوتی مثلاً اگر کسی مان کا پیارا بچہ بہت الحاح
اور رونے سے یہ چاہے کہ وہ آگ کا ٹکڑا یا سانپ کا بچہ اسکے ہاتھ مین پکڑا دے یا ایک زہر جو بظاہر
خوبصورت معلوم ہوتی ہے اوسکو کھلا دے تو یہ سوال اس بچہ کا ہرگز اسکی والدہ پورا نہین کریگی
اور اگر پورا کر دیوے اور اتفاقاً بچہ کی جان بچ جاوے لیکن کوئی عضو اسکا بیکار ہو جاوے تو بلوغ کے بعد
وہ بچہ اپنی اس احمق والدہ کا سخت شاکی ہوگا اور بجز اسکے اور بھی کئی شرائط ہین کہ جب تک
وہ تمام جمع نہ ہون اس وقت تک دعا کو دعا نہین کہہ سکتے اور جب تک کسی دعا مین پوری
روحانیت داخل نہ ہو اور جس کے لئے دعا کی گئی ہے اور جو دعا کرتا ہے اُن مین استعداد قریبہ
پیدا نہ ہو تب تک توقع اثر دعا اُمید موہوم ہے اور جب ارادہ الٰہی قبولیت دعا کے متعلق نہین

ہوتا تب تک یہ تمام شرائط جمع نہیں ہوتین اور ہمتین پوری توجہ سے قاصر رہتی ہین سید
صاحب اس بات کو بھی مانتے ہین کہ دار آخرت کی سعادتین اور نعمتین اور لذتین اور راحتین
جنکی نجات سے تعبیر کی گئی ہے ایمان اور ایمانی دعاؤن کا نتیجہ ہین پھر جبکہ یہ حال ہو تو سید صاحب
کو ماننا پڑا کہ بلا شبہ ایک مومن کی دعائین اپنے اندر اثر رکھتی ہین اور آفات کے دور ہونے
اور مرادات کے حاصل ہونیکا موجب ہو جاتی ہین کیونکہ اگر موجب نہین ہو سکتین تو پھر کیا وجہ
کہ قیامت مین موجب ہو جائین گی سوچو اور خوب سوچو کہ اگر درحقیقت دعا ایک بے تاثیر چیز ہے
اور دنیا مین کسی آفت کے دور ہونے کا موجب نہین ہو سکتی تو کیا وجہ کہ قیامت کو موجب
ہو جائے گی یہ بات تو نہایت صاف ہے کہ اگر ہماری دعاؤن مین آفات سے بچنے کے لئے درحقیقت
کوئی تاثیر ہے تو وہ تاثیر اس دنیا مین بھی ظاہر ہونی چاہیئے تا ہمارا یقین بڑھے اور امید بڑھے
اور تا آخرت کی نجات کے لئے ہم زیادہ سرگرمی سے دعائین کرین اور اگر درحقیقت دعا کچھ چیز
نہین صرف پیشانی کا نوشتہ پیش آتا ہے تو جیسا دنیا کی آفات کے لئے بقول سید صاحب کے
دعا عبث ہے اسی طرح آخرت کے لئے بھی عبث ہوگی اور اسپر امید رکھنا طمع خام اب مین
اس بارے مین اس سے زیادہ لکھنا نہین چاہتا کیونکہ ناظرین با انصاف میرے اس
بیان کو غور سے پڑھکر سمجھ سکتے ہین کہ مین نے سید صاحب کی غلط فہمی کا ثبوت کافی دیدیا ہے
ماسوا اس کے اگر سید صاحب اب بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آوین تو ایک دوسرا طریق
بھی ان پر حجت پورا کرنیکے لئے لکھا گیا ہے اگر وہ طالب حق ہونگے تو اعراض نہین کرین گے
اور سید صاحب کی دوسری کتاب جسکا نام تحریر فی اصول التفسیر ہے انکی اس کتاب
سے بالکل متناقض اور مغایر پڑی ہوئی ہے گویا سید صاحب نے کسی مدہوشی کی حالت
مین یہ دونون رسالے لکھے ہین کیونکہ سید صاحب استجابت دعا کے رسالے مین تو تقدیر کو

مقدم رکہتے ہین اور اسباب عادیہ کو گویا ہیچ خیال کرتے ہین اور اسی بنا بر استجابت دعا سے انکار کرتے ہین کیونکہ دعا منجملہ اسباب عادیہ کے ہے جسپر ایک لاکھ سے زیادہ نبی اور کئی کڑور ولی گواہی دیتے چلے آئے ہین ❊ اور نبیون کے ہاتہہ مین بجز دعا کے اور کیا تھا اور دوسرے رسالہ مین گویا سید صاحب تقدیر کو کچھہ چیز ہی نہین سمجہتے کیونکہ تمام اشیا کو اُنھون نے ایک

❊ حاشیہ قطب ربانی وغوث سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جس قدر اپنی کتاب فتوح الغیب مین کامل کی توجہ اور دُعا کا اثر اپنے تجارب کی رو سے لکہا ہے۔ ہم عام فائدہ کے لئے وہ عبارتین معہ ترجمہ ذیل مین لکہتے ہین۔ اس تحریر سے مطلب یہ ہے کہ ہر ایک فن مین اسی شخص کی شہادت معتبر سمجہی جاتی ہے جو اس فن کا محقق ہوتا ہے۔ پس اس بنا پر استجابت دعا کی فلاسفی اس شخص کو سچے طور پر معلوم ہو سکتی ہے جسکو خداوند تعالی سے سچے تعلقات صدق اور محبت کے حاصل ہون پس سید احمد خان صاحب سے اس پاک فلاسفی کا دریافت کرنا ایسا ہے جیسے ایک بیطار سے کسی انسان کی مرض کا علاج پوچہنا۔ سید صاحب اگر کسی دنیاوی گورنمنٹ کے تعلقات انکی رعایا کے ساتھ بیان کرین تو بلاشبہ وہ اس بات کے لایق ہین۔ مگر خدا تعالی کی باتین خدائی لوگ جانتے ہین اور وہ عبارت یہ ہے فاجعل انت جملتک واجزاءک اصنامًا مع سائر الخلق ولا تطع شیئًا من ذلک ولا تتبعہ جملۃ فتکون کبریتا احمر فلا تکاد ترى فحینئذٍ تکون وارث کل نبی ورسول وبک تختم الولایۃ وتنکشف الکروب وبک تسقی الغیوث وبک تنبت الزروع وبک تدفع البلایا والمحن عن الخاص والعام واھل الثغور وتقلبک ید القدرۃ وید عوک لسان الازل وتنزل منازل من سلف من اولی العلم ویرد علیک التکوین وخرق العادات وتوءمن علی الاسرار والعلوم المعانیۃ وغرائبہا۔

ترجمہ یعنی اگر تو خدا تعالی کا مقبول بننا چاہتا ہے تو اس بات پر یقین کر لے اور ایسا سمجھ لے کہ تیرے ہاتھ تیرے پانو تیرے زبان تیری آنکھ اور تیرا سارا وجود اور اسکے تمام اجزا تیری راہ مین بت ہی ہین اور مخلوق مین سے دوسری تمام چیزین بھی تیری راہ مین بت ہین تیرے بچے تیری

مستقل وجود قرار دیدیا ہے کہ گویا وہ تمام چیزین خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکل گئی ہین اب اس کو انکی تبدیل اور تغیر پر کچھ بھی اختیار نہین اور گویا اسکی خدائی فقط ایک تنگ دائرہ مین محدود ہے اور اوس کے قادرانہ تصرفات آگے نہین بلکہ پیچھے رہ گئے ہین اور جو اشیا پر حالت وارد ہے وہ اسکی تقدیر نہین بلکہ اب وہ مخلوقات کی ایک ذاتی خاصیت ہے جو قابل تغیر وتبدل نہین کیونکہ **تقدیر کے مفہوم کو اختیار مقدّر** لازم پڑا ہوا ہے پس ظاہر ہے کہ جن خواص پر خدا تعالیٰ کا کچھ بھی اختیار باقی نہین رہا تو پھر ان خواص کو اسکی تقدیر کیونکر کہنا چاہئے اور اگر اختیار ہے تو پھر امکان تبدیل باقی ہے غرض سید صاحب نے اس دوسرے رسالہ مین مقدر حقیقی کی حکومت تمام چیزون کے سر پر سے ایسی اٹھادی ہے کہ وہ اپنے خواص مین (بقول سید صاحب) تابع مرضی مالک نہین ہین بلکہ ایکٹ مزارعان کی پانچوین دفعہ کے موروثیون کے لئے جو حقوق انگریزون نے قایم کئے ہین یعنی یہ کہ مالک کو کسی قسم کے تصرف کا ان پر اختیار نہین ہوگا اسی قسم کے موروثی سید صاحب نے بھی تمام

بقیہ حاشیہ بیوی اور ہر ایک دُنیا کی مُراد جو تو چاہتا ہے اور دنیا کا مال اور دنیا کی عزت اور دنیا کا ننگ و ناموس اور دنیا کا رجا اور خوف اور زید وبکر پر توکل یا خالد و ولید کی ضرر رسانی کا خوف یہ سب تیری راہ مین بت ہین سو توان بتون مین سے کسی کا فرمان بردار مت ہو اور سارا اسی کی پیروی مین غرق نہ ہو جا یعنی صرف بقدر حقوق شرعیہ اور سنن صالحین اسکی رعایت رکھ پس اگر تو نے ایسا کر لیا تو تو کبریت احمر ہو جائیگا اور تیرا استقام نہایت رفیع ہوگا یہانتک کہ تو نظر نہین آئیگا اور خدا تعالیٰ تجھے اپنے نبیون اور رسولون کا وارث بنادیگا یعنی انکے علوم معارف اور برکات جو مخفی اور ناپدید ہو گئے تھے وہ از سر نو تجھ کو عطا کئے جائینگے اور ولایت تیرے پر ختم ہوگی یعنی تیرے بعد کوئی نہین اوٹھیگا جو تجھ سے بڑا ہو اور تیری دعاؤن اور تیری عقد ہمت اور تیری برکت سے لوگون کے سخت غم دور کئے جائینگے اور قحط زدون کے لئے بارشین ہونگی اور کھیتیان اگینگی اور بلائین اور محنتین ہر ایک خاص و عام کی یہانتک کہ بادشاہون

چیزون آگ وغیرہ کو ٹھیرا دیا ہے بلکہ سید صاحب کے قانون مین انگریزون کے قانون سے زیادہ تشدد ہے کیونکہ انگریزون نے پانچوین دفعہ کے موروثی کے اخراج کے لئے ایک صورت قایم بھی کر دی ہے اور وہ یہہ کہ جب موروثی ایک سال تک لگان واجب کا ایک حصہ خواہ دو آنہ بھی ہون ادا نہ کرے تو خارج ہو سکتا ہے مگر سید صاحب نے تو ہر حال مین حقوق مالک کو تلف کر دیا اور یہ **ظلم عظیم** ہے۔

اور سید صاحب نے جو اپنے دوست حریف سے تفسیر قرآن کریم کا معیار مانگا ہے سو مین نے مناسب سمجھا کہ اس جگہ بھی سید صاحب کی کسی قدر مین ہے خدمت کر دون کیونکہ بھولے کو راہ بتانا سب سے پہلے میرا فرض ہے سو جاننا چاہیئے کہ سب سے

اول معیار تفسیر صحیح کا شواہد قرآنی ہین، یہ بات نہایت توجہ سے یاد رکھنی چاہیئے کہ قرآن کریم اور معمولی کتابون کی طرح نہین جو اپنی صداقتون کے ثبوت یا انکشاف کے لئے دوسرے کا محتاج ہو وہ ایک ایسی متناسب عمارت کی طرح ہے جسکی ایک اینٹ ہلانے سے تمام عمارت کی شکل بگڑ جاتی ہے اسکی کوئی صداقت ایسی نہین ہے جو کم سے کم دس یا بیس شاہد اس کے خود اسی مین موجود نہ ہون سو ہم قرآن کریم کی ایک آیت کے ایک معنی کرین تو ہمین دیکھنا چاہیئے کہ ان معنون کی تصدیق کے لئے دوسرے شواہد قرآن کریم سے ملتے ہین یا نہین اگر دوسرے شواہد دستیاب نہ ہون بلکہ ان معنے کی دوسری آیتون سے صریح معارض پائے جاوین تو ہمین سمجھنا چاہیئے کہ وہ معنے بالکل باطل ہین کیونکہ ممکن نہین کہ قرآن کریم مین اختلاف ہو اور سچے معنون کی یہی

بقیہ حاشیہ کی مصیبتین تیری توجہ اور دعا سے دور ہونگی اور یہ قدرت تیرے ساتھ ہوگا اور جس طرف وہ پھرے اسی طرف تو پھریگا اور لسان الازل تجھے اپنی طرف بلائیگی یعنی جو کچھ تیری زبان پر جاری ہوجائیگا وہ خداوند تعالے کی طرف سے ہوگا اور اس مین برکت رکھی جائے گی اور تو ان تمام راستبازون کا قایم مقام کیا جائیگا جنکو تجھ سے پہلے علم دیا گیا اور تکوین تیرے سپرد کیجائیگی یعنی تیری دعا اور تیری توجہ عالم مین تصرف کریگی اور پھر

نشانی ہے کہ قرآن کریم مین سے ایک لشکر شواہد بینہ کا اسکا مصدق ہو۔

دوسرا معیار۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہے اِس مین کچھہ شک نہین کہ سب سے زیادہ قرآن کریم کے معنی سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تفسیر ثابت ہو جاے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے نہین تو اس مین الحاد اور فلسفیت کی رگ ہو گی۔

تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے اسمین کچھہ شک نہین کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آن حضرت کے نورون کو حاصل کرنیوالے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا اِن پر بڑا فضل تھا اور نصرت الٰہی اُنکی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی کیونکہ اُنکا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔

چوتھا معیار۔ خود اپنا نفس مطہر لیکر قرآن کریم مین غور کرنا ہے کیونکہ نفس مطہرہ سے قرآن کریم کو مناسبت ہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے لا یمسّہٗ الا المطھرون یعنی قرآن کریم کے حقائق صرف اُن پر کھُلتے ہین جو پاک دل ہون کیونکہ مطہر القلب انسان پر قرآن کریم کے پاک معارف بوجہ مناسبت کھُل جاتے ہین اور وہ انکو شناخت کر لیتا ہے اور سونگھ لیتا ہی اور اوسکا دل بول اوٹھتا ہے کہ ہان یہی راہ سچی ہے اور اوسکا نور قلب سچائی کی پرکھ کے لئے ایک عمدہ معیار ہوتا ہے پس جبتک انسان صاحب حال نہ ہو اور اس تنگ راہ گذرنیوالا نہ ہو جس سے انبیاء علیہم السلام گذرے ہین تب تک مناسب ہے کہ گستاخی اور تکبر کی جہت سے مفسر القران نہ بن بیٹھے ورنہ وہ تفسیر بالرائے ہو گی جس سے نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ من فسر القران برایہ فاصاب فقد اخطا یعنی جسنے صرف اپنی رائے سے

بقیہ حاشیہ۔ اگر تو معدوم کو موجود کرنا یا موجود کو معدوم کرنا چاہیگا تو وہی ہو جائیگا اور امور خارق عادت تجھ سے ظاہر ہونگے اور تجھ کو اسرار اور علوم لدنیہ اور معارف غریبہ عطا ہون گے جن کے لئے تو امین اور مستحق سمجھا جائیگا منہ

قرآن کی تفسیر کی اور اپنے خیال مین اچھی کی تب بھی اُسنے بُری تفسیر کی۔

پانچوان معیار۔ لغت عرب بھی ہے لیکن قرآن کریم نے اپنے وسائل آپ اس قدر قایم کر دئے ہین کہ چندان لغات عرب کی تفتیش کی حاجت نہین ہان موجب زیادت بصیرت بیشک ہے بلکہ بعض اوقات قرآن کریم کے اسرار مخفیہ کی طرف لغت کھودنے سے توجہ پیدا ہو جاتی ہے اور ایک بھید کی بات نکل آتی ہے۔

چھٹا معیار۔ روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے سلسلہ جسمانی ہے کیونکہ خداوند کریم کے دونون سلسلون مین بکلّی تطابق ہے۔

ساتوان معیار۔ وحی ولایت اور مکاشفات محدثین ہین۔
اور یہ معیار گویا تمام معیارون پر حاوی ہے کیونکہ صاحبُ وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہم رنگ

حاشیہ۔ معیار ہفتم سید صاحب نے اپنی کسی کتاب مین وحی کو معیار صداقت نہین ٹھیرایا اور نہ ٹھیرانا چاہتے ہین اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ وحی کو خواہ وہ وحی نبوت ہو یا وحی ولایت نظر عزت سے نہین دیکھتے بلکہ اُس کو صرف ملکہ فطرت خیال کرتے ہین سو انکی اس رائے کی نسبت بھی اسجگہ کسی قدر بیان کرنا قرین مصلحت ہے سو واضح ہو کہ سید صاحب کی یہ بڑی غلط اور سخت فتنہ انداز اور حق سے دور ڈالنے والی رائے ہے کہ وحی اللہ کو صرف ملکہ فطرت خیال کرتے ہین یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کی فطرت مین کئی قسم کے ملکات ہوتے ہین اور تمام ملکات اس قسم کے ہین کہ ایک کی طرز اور وضع دوسرے کی طرز اور وضع پر شاہد ہے مثلاً بعض کی فطرت علم حساب اور ہندسہ سے ایک مناسبت رکھتی ہے اور بعض کی علم طب سے اور بعض کی علم منطق اور کلام سے لیکن خود بخود یہ استعدادِ مخفیہ کسی کو محاسب اور مہندس یا طبیب اور منطقی نہین بنا سکتی بلکہ ایسا شخص تعلیم اُستاد کا محتاج ہوتا ہے اور پھر دانا استاد جب اس شخص کی طبیعت کو ایک خاص علم سے مناسبت دیکھتا ہے تو اس کے پڑھنے کی اُسکو رغبت دیتا ہے اسی کے مناسب یہ شعر ہے کہ ہر کسے را بہر کارے ساختند ؛ میل طبعش اندران انداختند۔ اس تعلیم پانے کے بعد وہ ملکہ جو تخم کی طرح چھپا ہوا تھا۔ بھڑک اوٹھتا ہے اور طرح طرح کی باریکیان اس علم کی اُسکو سوجھتی ہین اور جو کچھ اُس فن کے متعلق نئے نئے امور منجانب اللہ اُسکے دل مین پیدا ہوتی ہین اگر انکا الہام اور القا نام رکھین تو کچھ بیجا نہین ہوتا کیونکہ بلاشبہ وہ تمام عمدہ باتین جنسے انسانون کو نفع پہنچتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے دل مین ڈالی جاتی ہین جیساکہ اللہ جل شانہ بھی درحقیقت اسی کی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے **فالہمہا فجورہا و تقوٰیہا** یعنی بُری باتین اور نیک باتین جو انسانون کے دلون مین پڑتی ہین وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہین

الہام ہوتی ہین اچھا آدمی اپنی اچھی طبیعت کی وجہ سے اس لایق ہوتا ہے کہ اچھی باتین اُسکے دل مین پڑین اور بُرا آدمی اپنی بُری طبیعت کی وجہ سے اس لایق ٹہرتا ہے کہ بُری خیالات اور بداندیشی کی تجویزین اُسکے دل مین پیدا ہوتی رہین اور درحقیقت نیک انسان اس قسم کے الہامات کے حاصل کرنیکے لئے فطرتاً ایک نیک ملکہ اپنے اندر رکہتا ہے اور بُرا انسان فطرتاً ایک بُرا ملکہ رکہتا ہی چنانچہ اسکی فطرتی کیوجہ سے بہت سے لوگ اچھی اور بُری تالیفین اور پاک اور ناپاک ملفوظات اپنی یادگار چہوڑ گئے ہین مگر سوال یہ ہے کہ کیا انبیا کی وحی کی بھی یہی حقیقت ہی کہ وہ بھی درحقیقت ایک ملکۂ فطرت ہی جو اس قسم کے القا سے فیضیاب ہوتا رہتا ہی جسکی تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے اگر صرف اتنی ہی بات ہی تو حقیقت معلوم شد کیونکہ انبیا کی وحی کو صرف ایک ملکۂ فطرت قرار دیکر پہر انبیا اور اسی قسم کے دوسرے لوگون مین مابہ الامتیاز قایم کرنا نہایت مشکل ہی شاید سید صاحب اس جگہ یہ فرماوین کہ ہم وحی متلو کے قایل ہین یعنی قرآن کریم بالفاظہ وحی ہی مگر مین سید صاحب کی اس حکمت عملی کو خوب سمجھتا ہون وہ اس وحی متلو کے ہرگز قایل نہین جسکے ہم لوگ قایل ہین ظاہر ہی کہ یون تو کوئی القا الفاظ کے بغیر نہین ہوتا اور ایسے معانی جو الفاظ سے مجرد ہون ذہن مین آہی نہین سکتے لیکن پہر خود قرآن اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین بھی ایک فرق ہی اور اسی فرق کی بنا پر حدیث کے الفاظ گو بھی منجانب اللہ ہین چنانچہ آیۂ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ اس پر شہادت دی رہی ہے یہ بات تو ہم دوبارہ یاد دلاتے ہین کہ گو کسی قسم کا القا ہو الفاظ ہمیشہ ساتھ ہونگے مثلاً ایک شاعر جو ایک مصرعہ کے لئے دوسرا مصرعہ تلاش کر رہا ہے تو جب اُسکے ذہن پر منجانب اللہ کوئی القا ہوگا تو الفاظ کے ساتھ ہی ہوگا۔

اب جبکہ یہ بات پختہ طور پر فیصلہ پاگئی کہ حکما اور عرفا اور شعرا کو بھی خداتعالیٰ کی طرف سے ہی القا ہوتا ہے اور وہ بھی الہام متلو ہی ہوتا ہی اور اُن مین سے راستبازون کو راستی کا اور بدون کو بدی کا ایک ملکہ عطا کیا جاتا ہے اور مناسب حال اُس ملکہ کے وقتاً فوقتاً اونکو الہام ہوتا رہتا ہے مثلاً جسنے ریل ایجاد کی اسکو بہی القا ہی ہوا تھا اور جو تاربرقی کا موجد گذرا ہے وہ بھی ان معنون کر کے ملہم ہی تہا تو وہی اعتراض جسکا ذکر ہم کر چکے ہین سید صاحب پر وارد ہوگا اگر سید صاحب یہ جواب دین کہ درحقیقت نفس القا مین تو انبیا اور حکما بلکہ کافر اور مومن برابر ہین مگر فرق یہ ہی کہ انبیا کا القا ہمیشہ صحیح ہوتا ہے تو ایسے جواب مین سید صاحب کو یہ ماننا قایل ہونا پڑیگا کہ وحی نبوت کفار کے الہام سے کوئی ذاتی امتیاز نہین رکھتے صرف یہ زاید امر ہے کہ انبیا کی وحی غلطی سے پاک ہوتی ہے اور ارسطو اور افلاطون وغیرہ حکما کی وحی غلطی سے پاک نہین تہی لیکن یہ دعویٰ بے دلیل ہی بلکہ سراسر تحکم ہی کیونکہ اس صورت مین ماننا پڑتا ہے کہ وہ حصہ کثیر حکما کے مواعظ اور نصایح اور اخلاقی باتون کا جو غلطیون سے پاک اور قرآن کے موافق ہو اُسکو بلاشبہ کلام الٰہی سمجہین اور فرقان حمید کے برابر قرار دین اور اُسکی وحی متلو ہونے پر ایمان لاوین اور دوسرا حصہ جسمین غلطی ہو اُسکو اُسی طرح اجتہادی غلطیون کی مد مین داخل کردین جیسا کہ انبیا سے بھی کبھی اجتہادی غلطی ہو جاتی ہی اور پہر اس اصول کے لحاظ سے ایسے حکما بلکہ کفار کو بھی نبی سمجھ لین۔

اب ظاہر ہے کہ درحقیقت یہ ایسا خیال ہی کہ قریب ہی کہ سید صاحب کا ایمان اُس سے ضایع ہو جائے بلکہ شاید کسی موقع پر نبوتِ وغیرہ حکما

کی وحی کو قرآن کی وحی سے اعلیٰ سمجھنے لگیں افسوس کہ اگر سید صاحب قرآن کے معنی سمجھنے کے لئے قرآن کو ہی معیار ٹھیراتے تو اس ہلاکت گڑھے مین گرنے سے بچ جاتے قرآن نے کسی جگہ بھی وحی کی یہ مثال پیش نہین کی کہ وہ اس چشمہ کی مانند ہو کہ جو زمین سے جوش مارتا ہے بلکہ ہر جگہ یہی مثال پیش کی کہ وہ اس بارش کی مانند ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔

اور اگر سید صاحب لکھنے کیوقت کسی صاحب حال سے پوچھ لیتے ہین کہ وحی اللہ کیا شے ہی اور کیونکر نازل ہوتی ہی تو تب بھی اس لغزش سے بچ جاتے اس ٹھوکر سے سید صاحب نے ایک جماعت کثیرہ مسلمانون کو تباہ کر دیا اور قریب قریب الحاد اور دہریت کے پہنچا دیا اور وحی نبوت کی عزت کو کھو اس فطرتی ملکہ تک محدود کر دیا جس مین کافر اور بے ایمان بھی شریک ہین۔

اسوقت مین محض للہ اپنی ذاتی شہادت سید صاحب کی خدمت مین پیش کرتا ہون شاید خداتعالیٰ ان پر فضل کرے سو اے عزیز سید مجھے اس جل شانہ کی قسم ہے کہ یہ بات واقعی صحیح ہی کہ وحی آسمان سے دل پر ایسی گرتی ہی جیسے کہ آفتاب کی شعاع دیوار پر۔ مین ہر روز دیکھتا ہون کہ جب مکالمہ الٰہیہ کا وقت آتا ہے تو اول یکدفعہ مجھپر ایک ربودگی طاری ہوتی ہی تب مین ایک تبدیل یافتہ چیز کی مانند ہو جاتا ہون اور میری حس اور میرا ادراک اور ہوش گو گم نہین ہوتا ہے مگر اسوقت مین پاتا ہون کہ گویا ایک وجود شدید الطاقت نے میرے تمام وجود کو اپنی مٹھی مین لے لیا ہی اور اسوقت احساس کرتا ہون کہ میری ہستی کی تمام رگین اسکے ہاتھ مین ہین اور جو کچھ میرا ہی اب وہ میرا نہین بلکہ اسکا ہی جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو اس وقت سب سے پہلے خداتعالیٰ دل کے ان خیالات کو میری نظر کے سامنے پیش کرتا ہے جن پر اپنے کلام کی شعاع ڈالنا اسکو منظور ہوتا ہے تب ایک عجیب کیفیت سے وہ خیالات یکے بعد دیگرے نظر کے سامنے آتی ہین اور ایسا ہوتا ہی کہ جب ایک خیال مثلاً زید کی نسبت دل مین آیا کہ وہ فلان مرض سے صحت یاب ہوگا یا نہ ہوگا تو جھٹ اسپر ایک ٹکڑہ کلام الٰہی کا ایک شعاع کیطرح گرتا ہی اور بسا اوقات اسکے گرنے کے ساتھ تمام بدن ہل جاتا ہی پھر وہ مقدمہ طے ہو کر دوسرا خیال سامنے آتا ہی ادہر وہ خیال نظر کے سامنے کھڑا ہوا اور ادہر ساتھ ہی ایک ٹکڑہ الہام کا اسپر گرا جیسا کہ ایک تیر انداز ہر ایک شکار کے نکلنے پر تیر مارتا جاتا ہی اور عین اسوقت مین محسوس ہوتا ہی کہ یہ سلسلہ خیالات کا ہماری ملکہ فطرت سے پیدا ہوتا ہی اور کلام جو اسپر گرتا ہی وہ اوپر سے نازل ہوتا ہی اگرچہ شعرا وغیرہ کو بھی سوچنے کے بعد القا ہوتا ہے مگر اس وحی کو اس سے مناسبت دینا سخت بے تمیزی ہی کیونکہ وہ القا خوض اور فکر کا ایک نتیجہ ہوتا ہے اور ہوش و حواس کی قائمی اور انسانیت کی حد مین ہونے کی حالت مین ظہور کرتا ہی لیکن یہ القا صرف اسوقت ہوتا ہی کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ خداتعالیٰ کے تصرف مین آجاتا ہی اور اپنا ہوش اور اپنا خوض کسی طور سے اسمین دخل نہین رکھتا اسوقت زبان ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا یہ اپنی زبان نہین اور ایک دوسری زبردست طاقت اس سے کام لے رہی ہی اور یہ صورت جو مین نے بیان کی ہی اس سے صاف سمجھ مین آجاتا ہی کہ فطرتی سلسلہ کیا چیز ہی اور آسمان سے کیا نازل ہوتا ہی بالآخر مین دعا کرتا ہون کہ خداتعالیٰ اس منحوس نیچریت کو مسلمانون کے دلون سے ایسا دور کردیوے کہ کوئی داغ اسکا باقی نہ رہی کیونکہ اسلام کی برکتین جن آنکھ سے دیکھی جاتی ہین وہ آنکھ تب تک نہین کھلیگی جبتک کہ یہ دخان آگے سے دور اور دفع نہین ہوگا۔

اے نیچری شوخ این چہ ایذاست ۔ از دست تو فتنہ ہر طرف خاست ۔ آنکس کہ رہ محبت پسندید ۔ دیگر نگزید جانب راست ۔ لیکن چو نظر وگر کنیم نیم راست مصیبتے کہ برماست ۔ متروک شد است درس فرقان ۔ زان روز ہجوم این بلاہاست ۔ ہیچ نہ باصل خویش بد بود ۔ پیرانہ سر این چہ در سر افتاد ۔ رو توبہ کن این نہ راہ تقوی ست ۔ ترسم کہ بدین قیاس یکروز ۔ گوئی کہ خدا خیال بیجاست ۔
ہو خواجہ برو کہ فکر انسان ۔ در کار خدا ز نوع سوداست ۔ آخر ز قیاس ہا چہ خیزد ۔ بنشین کہ بجائے شور و غوغاست ۔ اے بندہ بصیرت از خدا خواہ ۔ اسرار خدا نہ خوان یغماست ۔ آید بہ چشم کج سوراست

ہوتا ہے اور بغیر نبوت اور تجدید احکام کے وہ سب باتیں اُسکو دیجاتی ہیں جو نبی کو دیجاتی ہیں اور اسپر یقینی طور پر سچی تعلیم ظاہر کیجاتی ہے اور نہ صرف اس قدر بلکہ اُس پر وہ سب امور بطور انعام واکرام کے وارد ہو جاتے ہیں جو نبی متبوع پر وارد ہوتے ہیں سو اسکا بیان محض اٹکلین نہیں ہوتین بلکہ وہ دیکھکر کہتا ہی اور سُنکر بولتا ہی اور یہ راہ اس اُمت کے لئے کُھلی ہی ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وارث حقیقی کوئی نہ رہی اور ایک شخص جو دنیا کا کیڑا اور دنیا کے جاہ وجلال اور ننگ وناموس مین مبتلا ہی وہی وارث علم نبوت ہو کیونکہ خدا تعالی وعدہ کر چکا ہی کہ بجز مطہرین کے علم نبوت کسی کو نہیں دیا جائیگا بلکہ یہ تو اس پاک علم سے بازی کرنا ہی کہ ہر ایک شخص باوجود اپنی آلودہ حالت کے وارث النبی ہونے کا دعوی کرے اور یہ بھی ایک سخت جہالت ہی کہ ان وارثون کے وجود سے انکار کیا جاے اور یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اسرار نبوت کو اب صرف بطور ایک گزشتہ قصہ کے تسلیم کرنا چاہئے۔ جنکا وجود ہماری نظر کے سامنے نہیں ہی اور نہ ہونا ممکن ہی اور نہ انکا کوئی نمونہ موجود ہے۔ بات یون نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اسلام زندہ مذہب نہ کہلا سکتا بلکہ اور مذہبون کی طرح یہ بھی مُردہ مذہب ہوتا اور اس صورت مین اعتقاد مسئلہ نبوت بھی صرف ایک قصہ ہوتا جسکا گذشتہ قرنون کی طرف حوالہ دیا جاتا۔ مگر خدا تعالی نے ایسا نہیں چاہا کیونکہ وہ خوب جانتا تہا کہ اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت اور نبوت کی یقینی حقیقت جو ہمیشہ ہر ایک زمانہ مین منکرین وحی کو ساکت کر سکے اُسی حالت مین قایم رہ سکتی ہی کہ سلسلہ وحی برنگ محدثیت ہمیشہ کے لئے جاری رہی۔ سو اسنے ایسا ہی کیا محدث وہ لوگ ہین جو شرف مکالمہ الہی سے مشرف ہوتے ہین اور انکا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے اشد مشابہت رکھتا ہے اور وہ خواص عجیبہ نبوّت کے لئے بطور آیات باقیہ کے ہوتے ہین تا یہ دقیق مسئلہ نزول وحی کا کسی زمانہ مین بے ثبوت ہو کر صرف بطور قصہ

کے نہ ہو جائے اور یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ انبیاء علیہم السلام
دنیا سے بے وارث ہی گذر گئے اور اب انکی نسبت کچھ رائی ظاہر
کرنا بجز قصہ خوانی کے اور کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک
صدی میں ضرورت کے وقت انکے وارث پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس صدی میں یہہ
عاجز ہے خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی
خاص تائید کی نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور منکرین کو
سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت
کیجائے سو یہی ہو رہا ہے قرآن کریم کے معارف ظاہر ہو رہے ہیں۔ لطایف اور دقائق کلام ربانی
کھل رہے ہیں نشان آسمانی اور خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور اسلام کے حسنوں اور نوروں
اور برکتوں کا خدا تعالیٰ نئے سر سے جلوہ دکھا رہا ہے جسکی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھے اور جسمیں
سچا جوش ہے وہ طلب کرے اور جس میں ایک ذرہ حب اللہ اور رسول کریم کی ہے وہ اٹھے
اور آزمائے اور خدا تعالیٰ کی اس پسندیدہ جماعت میں داخل ہووے جسکی بنیادی اینٹ اسنے
اپنے پاک ہاتھ سے رکھی ہو اور یہ کہنا کہ اب وحی ولایت کی راہ مسدود ہے اور نشان ظاہر نہیں
ہو سکتے اور دعائیں قبول نہیں ہوتیں یہ ہلاکت کی راہ ہے نہ سلامتی کی خدا تعالیٰ کے فضل
کو رد مت کرو اٹھو آزماؤ اور پرکھو پھر اگر یہ پاؤ کہ معمولی سمجھ اور معمولی عقل اور معمولی باتوں
کا انسان ہے تو قبول نہ کرو لیکن اگر کرشمہ قدرت دیکھو اور اسی ہاتھ کی چمک پاؤ جو
مویدان حق اور مکلمان الٰہی میں ظاہر ہوتا رہا ہے تو قبول کر لو اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا
اپنے بندوں پر بڑا احسان یہی ہے کہ وہ اسلام کو مردہ مذہب کہنا نہیں چاہتا بلکہ ہمیشہ یقین
اور معرفت اور الزام خصم کے طریقوں کو کھلا رکھنا چاہتا ہے۔ بھلا تم آپ ہی سوچو کہ اگر کوئی وحی

نبوت کا منکر ہو اور یہ کہے کہ ایسا خیال تمہارا سراسر وہم ہے تو اُسکے مونھ بند کرنیوالی بجز اسکے نمونہ دکھلانے کے اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے کیا یہ خوشخبری ہے یا بدخبری کہ آسمانی برکتین صرف چندسال اسلام مین رہین اور پھر وہ خشک اور مُردہ مذہب ہو گیا اور کیا ایک سچے مذہب کے لئے یہی علامتین ہونی چاہئین !!!۔

غرض صحیح تفسیر کے لئے یہ معیار ہین اور اس مین کچھ شک نہین کہ سید صاحب کی تفسیر ان ساتون معیارون سے اپنے اکثر مقامات مین محروم و بے نصیب ہو اور اس وقت اس سے تعرض کرنا ہمارا مقصود نہین سید صاحب کو قانون قدرت پر بڑا ہی ناز تہا مگر اپنی تفسیر مین وہ قانون قدرت کا لحاظ بھی چھوڑ گئے مثلاً انکا یہ اعتقاد کہ وحی نبوت بجز اپنے ہی فطرت کے ملکہ کے اور کچھ چیز نہین اور اُسمین اور خدا تعالیٰ مین ملائکہ کا واسطہ نہین کس قدر خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے مخالف ہی ہم صریح دیکھتے ہین کہ ہم اپنے جسمانی قوی کی تکمیل کے لئے آسمانی توسط کے محتاج ہین ہمارے اس بدنی سلسلہ کے قیام اور اغراض مطلوبہ تک پہنچانیکے لئے خدا تعالیٰ نے آفتاب اور ماہتاب اور ستارون اور عناصر کو ہمارے لئے مسخر کیا ہی اور کئی وسائط کے پیرایہ مین ہو کر اس علت العلل کا فیض ہم تک پہنچتا ہے اور بے واسطہ ہرگز نہین پہنچتا مثلاً اگرچہ ہماری آنکھون کو تو نور خداوند تعالیٰ ہی سے ملتا ہی کیونکہ وہی تو علت العلل ہی مگر وہ آفتاب کے واسطے سی ہماری آنکھون تک پہنچتا ہے ہم ایک چیز بھی نظام ظاہری مین ایسی نہین دیکھتے جسکو خدا تعالیٰ بلا واسطہ آپ ہی اپنا مبارک ہاتھ لمبا کر کے ہمین دیدے بلکہ ہر یک چیز وسائط کے ذریعہ سے ہی ملتی ہے پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہین کہ ہمارے ظاہری قوی کی خلقت تام نہین ہے یعنی ایسا نہین ہو کہ مثلاً مستقل طور پر روشن ہون اور آپکے مجوزہ ملکہ وحی کیطرح ایسا نہین ملکہ موجود ہو جو آفتاب کے واسطے سے ہمکو مستغنی کردے پھر اس نظام کے برخلاف یہ اصل

باتین اُنکی کیونکر صحیح ٹھیر سکین ماسوا اِسکے ذاتی تجارب کی شہادت جو سب شہادتون سے بڑھ کر ہی اُنکی اس رائے کی سخت تکذیب کرتی ہی کیونکہ یہ عاجز قریباً گیارہ برس سے شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہی اور اِس بات کو بخوبی جانتا ہی کہ وحی در حقیقت آسمان سے ہی نازل ہوتی ہی وحی کی مثال اگر دنیا کی چیزون مین سے کسی چیز کے ساتھ دیجاوے تو شاید کسی قدر تار برقی سے مشابہ ہے جو اپنے ہر ایک تغیر کی آپ خبر دیتی ہی مین نے دیکھا ہی کہ اس وحی کے وقت جو برنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہی ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہی اور بعض دفعہ یہ تصرف ایسا قوی ہوتا ہے کہ مجھ کو اپنے انوار مین ایسا دبا لیتا ہی کہ مین دیکھتا ہون کہ مین اسکی طرف ایسا کھینچا گیا ہون کہ میری کوئی قوت اسکا مقابلہ نہین کر سکتی اس تصرف مین کھلا اور روشن کلام سنتا ہون بعض وقت ملائکہ کو دیکھتا ہون ✝ اور سچائی مین جو اثر اور ہیبت ہوتی ہی مشاہدہ کرتا ہون۔ اور وہ کلام بسا اوقات غیب کی باتون پر مشتمل ہوتا ہی اور ایسا تصرف اور اخذ خارجی ہوتا ہی جس سے خدا تعالیٰ کا ثبوت ملتا ہی اب اس سے انکار کرنا ایک کھلی کھلی صداقت کا خون کرنا ہی۔

مناسب ہے کہ سید صاحب موت سے پہلے اس صداقت کو آج مان لین اور آسمانی وحی کی توہین نہ کرین۔

تعجب ہی کہ وہ نظام ظاہری کو تو دیکھتے ہین اور پھر نظام باطنی کا اسپر قیاس نہین کرتے نہین سمجھتے کہ وہ خدا جس نے ہمارے نظام جسمانی کو اس طرح بنایا کہ آسمان سے ظاہری روشنی ہمارے لئے اُترتی ہے اور حقیقی موثر آسمانی وسائط کے ذریعہ سے ہماری جسمانی قوی پر اپنا فیض نازل کرتا ہی اور بغیر واسطہ علل کے کوئی فیض نازل کرنا اسکی عادت ہی نہین تو پھر کیونکر وہ خدا ہمارے روحانی نظام مین اس سلسلہ وسائط سے بالکل ہم کو منقطع کر دیوے کیا

✝ نوٹ صرف اسقدر ہی نہین کہ ملایک بعض وقت نظر آتے ہین بلکہ بسا اوقات ملایک کلام مین اپنا واسطہ ہونا ظاہر کر دیتے ہین منہ

جسمانی طور سے ہم اس سلسلہ سے منقطع ہین یا در حقیقت ایک سلسلہ وسائط مین بندھی ہوئی ہین جو علت العلل سے شروع ہوکر ہم تک پہنچتا ہے۔ اس بحث پر غور کرنیکے لئے ہماری کتاب توضیح مرام اور آئینہ کمالات اسلام دیکھنے چاہیئے خاصکر فرشتون کی ضرورت مین جسقدر مبسوط بحث آئینہ کمالات اسلام مین ہے اسکی نظیر کسی دوسری کتاب مین نہین پاؤگے اور سید صاحب کی خداشناسی کا اندازہ معلوم کرنیکے لئے یہ انکے اقوال کافی ہین کہ وہ مخلوقات کو قدرت حقیقی کے تصرفون اور حکومتون سے بے نیاز کر بیٹھے ہین نہین جانتے کہ خدا تعالیٰ کی خدائی اُسکی قدرت کاملہ سے وابستہ ہے اور قدرت اسی کا نام ہے کہ اُسکے تصرفات اُسکی مخلوقات پر ہر آن غیر محدود ہون بلاشبہ یہ سچ ہے کہ اگر اس مخلوقات کو اُسنے پیدا کیا ہے تو اپنی غیر محدود ذات کیطرح غیر محدود تصرفات کی گنجایش بھی رکھ لی ہوگی تا کسی درجہ پر اُسکی خدائی کا تعلق لازم نہ آوے ✤ اور اگر نعوذ باللہ آریہ ہندو انکا

✤ حاشیہ ✤ اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ اس بات کے ماننے سے کہ خدا تعالیٰ کی غیر متناہی حکمت استحالات غیر متناہیہ پر قادر ہے۔ حقایق اشیا سے ایمان اُٹھ جاتا ہے مثلاً اگر خدا تعالیٰ اس بات پر قادر سمجھا جائے کہ پانی کی صورت نوعیہ کو سلب کر کے ہوا کی صورت نوعیہ اس جگہ رکھدے یا ہوا کی صورت نوعیہ کو سلب کر کے آگ کی صورت نوعیہ اسکی قایم مقام کر دے یا آگ کی صورت نوعیہ کو سلب کر کے اُن مخفی اسباب سے جو اسکے علم مین ہین پانی کی صورت نوعیہ مین لے آوے یا مٹی کو کسی زمین کی تہ مین تصرفات لطیفہ سے سونا بناوے یا سونے کو مٹی بناوے تو اس سے امان اُٹھ جائیگا اور علوم و فنون ضائع ہو جائینگے۔

تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال سراسر فاسد ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ خدا تعالیٰ اپنی مخفی حکمتون کے تصرف سے عناصر وغیرہ کو صدہا طور کے استحالات مین ڈالتا رہتا ہے ایک زمین کو ہی دیکھو کہ وہ انواع اقسام کے استحالات سے کیا کچھ بنتی رہتی ہے اُسی سے سم الفار نکل آتا ہے اور اُسی سے فاد زہر اور اسی سے سونا اور اُسی سے چاندی اور اُسی سے طرح طرح کے جواہرات اور ایسا ہی بخارات کا صعود ہوکر کیا کیا چیزین ہین جو جو آسمان مین پیدا ہو جاتی ہین انہین بخارات مین سے برف گرتی ہے اور اُنہین سے اولے بنتے ہین اور انہین مین سے برق اور اُنہین مین سے

قول صحیح ہے کہ پرمیشور ارواح اور ذرات عالم کا پیدا کرنیوالا نہین تو اس صورت مین بلاشبہ ایسا کمزور پرمیشور کسی حد تک کچھ ضعیف سی حکومت کرکے پھر ٹھر جائیگا اور ایک رسوائی کیساتھ اُسکی پردہ دری ہوگی مگر ہمارا خداوند قادر مطلق ایسا نہین ہے وہ تمام ذرات عالم اور ارواح اور جمیع مخلوقات کو پیدا کرنیوالا ہے اُسکی قدرت کی نسبت اگر کوئی سوال کیا جائے تو بجز ان خاص باتون کے جو اُسکی صفات کاملہ اور **مواعید صادقہ** کے منافی ہون باقی سب امور پر وہ قادر ہے اور یہ بات کہ گو وہ قادر ہو مگر کرنا نہین چاہتا یہ عجیب بیہودہ الزام ہے جبکہ اُسکی صفات مین کل یوم ھو فی شان بھی داخل ہے۔ **اور ایسے تصرفات کہ پانی سے برودت دور کرے یا آگ سے خاصیت احراق زایل کردیوے اُسکی صفات کاملہ اور مواعید صادقہ کی منافی نہین ہین**

بقیہ حاشیہ — صاعقہ اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ کبھی جو آسمان سے راکھ بھی گرتی ہے تو کیا ان حالات سے علم باطل ہوجاتے ہین یا امان اُٹھ جاتا ہے۔

اور اگر یہ کہو کہ ان چیزون مین تو خدا تعالیٰ نے پہلے ہی سے انکی فطرت مین ان تمام استحالات کا مادہ رکھا ہے تو ہمارا یہ جواب ہوگا کہ ہمنے کب اور کس وقت کہا ہے کہ اشیاء متنازعہ فیہما مین ایسا مادہ متنازکہ نہین رکھا گیا بلکہ ہمیں اور سچا مذہب تو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو اپنی ذات مین احد ہے تمام اشیا کو شے واحد کی طرح پیدا کیا ہے تا وہ موجد واحد کی وحدانیت پر دلالت کرین سو خدا تعالیٰ نے اسی وحدانیت کے لحاظ سے اور نیز اپنی قدرت غیر محدودہ کے تقاضا سے استحالات کا مادہ ان مین رکھا ہے اور بجز اُن روحون کے جو اپنی سعادت اور شقاوت مین خالدین فیھا ابدا کے مصداق ٹھیرائے گئے ہین اور وعدہ الٰہی نے ہمیشہ کے لئے ایک غیر متبدل خلقت ان کے لئے مقرر کردی ہے باقی کوئی چیز مخلوقات مین سے استحالات سے بچی ہوئی معلوم نہین ہوتی بلکہ اگر غور کرکے دیکھو تو ہر وقت ہر یک جسم مین استحالہ اپنا کام کر رہا ہے۔ یہانتک کہ علم طبعی کی تحقیقاتون نے یہ ثابت کردیا ہے کہ تین برس تک انسان کا جسم بدل جاتا ہے اور پہلا جسم ذرات ہوکر اُڑ جاتا ہے مثلاً اگر پانی ہے یا آگ ہے تو وہ بھی استحالے سے خالی نہین اور وہ طرح طرح کے استحالے اُن پر حکومت کر رہے ہین ایک یہ کہ بعض اجزا نکل جاتے

توپھر کیون تحکم کی راہ سے کہا جاے کہ ہمیشہ کے لئے اُسپر لازم ہوگیا ہے کہ اُن چیزون کی خاصیت مین کبھی تصرف نہ کرے!!! اس لزوم پر دلیل کیا ہو اور وجہ کیا اور خدا تعالی کو اس بیوجہ التزام کی جو اُسکی خدائی کو بھی داغ لگاتا ہے ضرورت کیا ہے معلوم ہوتا ہو کہ اس رسالہ مین سید صاحب بھی اس کمزور خیال کے بودے پن کو سمجھ گئے ہین اس لئے اپنے رکیک قول کے قایم رکھنے کے لئے اُنھون نے ایک اور رکیک عُذر پیش کیا ہے اور وہ یہہ کہ خدا تعالی نے قرآن کریم مین کسی جگہ آگ کے گرم ہونیکی طرف اشارہ کیا ہو اور کسی جگہ پانی کے سرد ہونیکی طرف ایما فرمایا ہو اور کبھی کہا ہے کہ سورج مشرق سی مغرب کی طرف جاتا ہو تو یہ بیانات جو حالات موجودہ کے اظہار کے لئے ہین سیّد صاحب کی نظر مین بطور وعدہ کے ہین جن مین تغیر تبدیل ممکن نہین اگر استخراج دلائل کا یہی طریق ہو تو سید صاحب پر بڑی مشکل پڑیگی اور اُنکو ماننا پڑیگا کہ تمام بیانات قرآن کریم کے مواعید مین داخل ہین مثلاً خدا تعالی نے جو حضرت ذکریا کو بشارت دیکر فرمایا انا نبشرك بغلام حليم تو بموجب قاعدہ سید صاحب کے چاہیئے تھا کہ حضرت یحییٰ ہمیشہ غلام یعنی لڑکے ہی رہتے کیونکہ خدا تعالی حضرت یحییٰ کو غلام کر کے پکارا ہے اور یہ وعدہ ہو گیا ایسی ہی اور بیسیون مثالین ہین سب کو بیان کرنا صرف وقت ضائع کرنا ہے اگر سید صاحب کی نظر مین واقعات موجودہ کے بیان کرنے سے آیندہ کے لئے اور ہمیشہ کے لئے

بقیہ حاشیہ ہین اور بعض اجزا جدیدہ آملتے ہین دوسرے یہ کہ جو اجزا نکل جاتے ہین وہ اپنی استعداد کیموافق دوسرا جسم لے لیتے ہین غرض اس فانی دنیا کو استحالات کے خرچ پر چڑھائے رکھنا خدا تعالی کی ایک سنت ہے اور ایک باریک نگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب چیزین بوجہ وحدت مبدء فیض اپنی اصل ماہیت مین ایک ہی ہین گو ان چیزون کا کامل کیمیاگر انسان نہین بن سکتا اور کیونکر بنے حکیم مطلق نے اپنے اسرار حکمیہ غیر متناہیہ پر کسی دوسرے کو محیط نہین کیا اور اگر یہ کہو کہ اجرام علوی مین استحالات کہان ہین تو مین کہتا ہون کہ بیشک اُن مین بھی استحالات اور تحلیلات کا مادہ ہے گو ہمین معلوم نہ ہو تبھی تو ایک دن زوال پذیر ہو جائینگے ماسوا اسکے ہزارہا چیزون کے

کوئی وعدہ لازم آجاتا ہی تو اُن سے ڈرنا چاہیئے کہ ایسا ہی وہ بات بات مین انسانون پر الزام لگائینگے
اور ایک موجودہ واقعہ کے بیان کرنیکو وہ ایک دائمی وعدہ سمجھ لین گے میرے نزدیک بہتر ہی کہ
سید صاحب اپنے آخری دن کو یاد کر کے چند ماہ اس عاجز کی صحبت مین رہین۔ اور چونکہ مین
مامور ہون اور مبشر ہون اس لئے مین وعدہ کرتا ہون کہ سید صاحب کے اطمینان
کے لئے توجہ کرون گا۔ اور اُمید رکھتا ہون کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسا نشان دکھلائے کہ سید صاحب
کے مجوزہ قانون قدرت کو ایک دم مین خاک مین ملا دیوے اور اس قسم کے کام ابتک بہت
ظہور مین آئے ہین کہ جو سید صاحب کی نظر مین قانون قدرت کے مخالف ہین۔ مگر اُنکا بیان
کرنا بیفائدہ ہے کہ سید صاحب اُسکو ایک قصہ سمجھین گے سید صاحب حجی ولایت کی
ایسی پیشگوئیون سے بھی تو منکر ہین جو بذریعہ الہام اولیاء اللہ کو معلوم ہوتے ہین۔ اور
ان کی نظر مین وہ ایسی ہی خلاف قانون قدرت ہین جیسا کہ آگ کا اپنی خاصیت احراق

بقیہ حاشیہ
استحالات پر نظر ڈال کر ثابت ہوتا ہے کہ کوئی چیز استحالہ سے خالی نہین سو تم پہلے زمین کے استحالات سی انکار کر لو پھر آسمان کی بابت کرنا تو کار زمین را نکو ساختی کہ با آسمان نیز پرداختی غرض جب انواع اقسام کے استحالات ہر روز مشاہدہ مین آتے ہین اور وحدت ذاتی الٰہی کا یہ تقاضا بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام چیزونکا منبع اور مبدء ایک ہو اور خدا تعالیٰ کی الوہیت تامہ بھی تبھی قایم رہ سکتی ہی کہ جب ذرہ ذرہ پر اُسکا تصرف تام ہو تو پھر یہ استعارہ اور یہ اعتراض کہ ان استحالات سے امان اُوٹھ جائیگا اور علوم ضائع ہونگے اگر سخت غلطی نہین تو اور کیا ہی اور ہم جو کہتے ہین کہ اللہ جل شانہ قادر ہی کہ پانی سے آگ کا کام لیوے یا آگ سے پانی کا کام تو اس سے یہ مطلب تو نہین کہ اپنی حکمت غیر متناہی کو اسمین دخل نہ دیوے یون ہی تحکم سے کام لے لیوے کیونکہ خدا تعالیٰ کا کوئی فعل آمیزش حکمت سے خالی نہین اور نہ ہونا چاہیئے بلکہ ہمارا یہ مطلب ہی کہ جس وقت وہ پانی سے آگ کا کام یا آگ سے پانی کا کام لینا چاہے تو اس وقت اپنی اُس حکمت کو کام مین لائیگا جو اس عالم کے ذرہ ذرہ پر حکومت رکھتی ہی گو ہم اس سے مطلع ہون یا نہ ہون اور ظاہر ہے کہ جو حکمت کے طور پر کام ہو وہ علوم کو ضائع نہین کرتا بلکہ علوم کی اُس سے ترقی ہوتی ہے دیکھو مصنوعی طور پر پانی کی برف بنائی جاتی ہی یا برقی روشنی پیدا کیجاتی ہی

کو چھوڑ دینا ایسا ہی دعا کی ذاتی تاثیرات بھی جن کے ذریعہ سے وہ مطلب حاصل ہو جاتا ہے جس کے لئے دعا کی گئی سید صاحب کی نظر مین خلاف قانون قدرت ہین سو اگر سید صاحب میرے پاس آ نہین سکتے تو ان دونون باتون مین ہی وعدہ قبول حق کر کے مجھکو اجازت دین کہ انکی نسبت جناب الٰہی مین توجہ کر کے جو کچھ ظاہر ہو وہ شائع کرون اس سے عام لوگون کو فائدہ ہو جائیگا اگر سید صاحب کی رائے درحقیقت درست ہے تو مین اپنے مطلب مین کامیاب

بقیہ حاشیہ تو کیا اس سے امان اٹھ جاتا ہے یا علم ضائع ہو جاتے ہین۔

اس جگہ ایک اور بستر یاد رکھنے کے لایق ہے اور وہ یہ ہے کہ اولیا سے جو خوارق کبھی اس قسم کے ظہور مین آتے ہین کہ پانی انکو ڈبو نہین سکتا اور آگ انکو نقصان نہین پہنچا سکتی اُنمین بھی درحصل یہی بھید ہے کہ حکیم مطلق جسکی بے انتہا اسرار پر انسان حاوی نہین ہو سکتا اپنے دوستون اور مقربون کی توجہ کے وقت کبھی یہ کرشمہ قدرت دکھلاتا ہے کہ وہ توجہ عالم مین تصرف کرتی ہے اور جن ایسے مخفی اسباب کے جمع ہونے سے مثلاً آگ کی حرارت اپنے اثر سے رُک سکتی ہے خواہ وہ اسباب اجرام علوی کی تاثیرین ہون یا خود مثلاً آگ کی کوئی مخفی خاصیت یا اپنے بدن کی ہی کوئی مخفی خاصیت یا ان تمام خاصیتون کا مجموعہ ہو وہ اسباب اس توجہ اور اُس دعا سے حرکت مین آتی ہین تب ایک امر خارق عادت ظاہر ہوتا ہے مگر اس سے حقایق اشیا کا اعتبار نہین اوٹھتا اور نہ علوم ضائع ہوتے ہین بلکہ یہ تو علوم الٰہیہ مین سے خود ایک علم ہے اور یہ اپنے مقام پر ہے اور مثلاً آگ کا محرق بالخاصیت ہونا اپنے مقام پر بلکہ یون سمجھ لیجئے کہ یہ روحانی سوادہین جو آگ پر غالب آکر اپنا اثر دکھاتے ہین اور اپنے وقت اور محل سے خاص ہین اس دقیقہ کو دنیا کی عقل نہین سمجھ سکتی کہ انسان کامل خدا تعالیٰ کے روح کا جلوہ گاہ ہوتا ہے اور جب کبھی کامل انسان پر ایک ایسا وقت آجاتا ہے کہ وہ اُس جلوہ کا عین وقت ہوتا ہے تو اسوقت ہر ایک چیز اُس سے ایسی ڈرتی ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ سے اُسوقت اُسکو درندہ کے آگے ڈالدو آگ مین ڈالدو وہ اس سے کچھ بھی نقصان نہین اُٹھائیگا کیونکہ اُس وقت خدا تعالیٰ کی روح اوسپر ہوتی ہے اور ہر ایک چیز کا عہد ہے کہ اُس سے ڈرے یہ معرفت کا ایک اخیری بھید ہے جو بغیر صحبت کاملین سمجھ مین نہین آسکتا چونکہ یہ نہایت دقیق اور پھر نہایت درجہ نادر الوقوع ہے اس لئے ہر ایک فہم اس فلاسفی سے آگاہ نہین مگر یاد رکھو کہ ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کی آواز سنتی ہے ہر ایک چیز پر خدا تعالیٰ کا تصرف ہے اور ہر ایک

نہین ہوگا ورنہ عقلمند لوگ سید صاحب کے خراب عقیدون سے نجات پاکر پھر اپنے عظیم الشان خدا تعالی کو پہچان لین گے اور محبت سے اسکی طرف رجوع کرین گے اور دعا کے وقت اسکی رحمتون سے نا امید نہین ہونگے اور ہاتھ اٹھانے کے وقت لذت اٹھائین گے اور خدا تعالی کے وجود کا فائدہ بھی تو یہی ہے- کہ ہماری دعائین سنے اور آپ اپنے وجود سے ہمین خبر دے نہ کہ ہم ہزار ہزار تکلیف سے ایک بت کی طرح ایک فرضی خدا دل مین قایم کرین جسکی ہم آواز نہین سن سکتے اور اسکی نمایان قدرت کا کوئی جلوہ نہین دیکھ سکتے یقیناً سمجھو کہ وہ قادر خدا موجود ہے جو ہر چیز پر قادر ہے- وما غلت ایدیہ بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء ویفعل ما یرید وھو علیٰ کل شیئ قدیر- واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

روی دلبر از طلبگاران نمی دارد حجاب — می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب
لیکن آن روی حسین از غافلان ماند نہان — عاشقی باید کہ بردارند از بہرش نقاب
دامن پاکش ز نخوت ہا نمی آید بدست — ہیچ راہی نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
بس خطرناک است راہ کوچہ یار قدیم — جان سلامت بایدت از خود روی ہا سر بتاب
تا کلامش فہم و عقل ناسزایان کم رسد — ہر کہ از خود گم شود او یابد آن راہ صواب

بقیہ حاشیہ - چیز کی تمام ذوریان خدا تعالی کے ہاتھ مین ہین اسکی حکمت ایک بے انتہا حکمت ہے جو ہر ایک ذرہ کی جڑھ تک پہنچی ہوئی ہے اور ہر ایک چیز مین اتنی ہی خاصتین ہین جتنی اسکی قدرتین ہین جو شخص اس بات پر ایمان نہین لاتا وہ اس گروہ مین داخل ہے جو ماقدروا اللہ حق قدرہ کے مصداق ہین اور چونکہ انسان کامل مظہر اتم تمام عالم کا ہوتا ہے اسلئے تمام عالم اسکی طرف وقتاً فوقتاً کھینچا جاتا ہے وہ روحانی عالم کا ایک عنکبوت ہوتا ہے اور تمام عالم اسکی تارین ہوتی ہین اور خوارق کا یہی سر ہے- بکار و بار ہستی اثری ست عارفان را ٭ ز جہان چہ دید آن کس کہ ندید این جہان را - منہ

مُشکلِ قرآن نہ از ابناءِ دنیا حل شود	ذوق آن می داند ان مستی کہ نوشد آن شراب
ایکہ آگاہی ندادندت ز انوار درون	در حقِ ما ہر چہ گوئی نیستی جائے عتاب
از سرِ وعظ و نصیحت این سخن ہا گفتہ ایم	تا مگر زین مرہمی بہ گردد آن زخمی خراب
از دُعا کن چارۂ آزارِ انکارِ دُعا	چون علاجِ می زمی وقتِ خمار و التہاب
ایکہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودی کجاست	سوئے من بشتاب بنمائیم ترا چون آفتاب

ہان مکن انکار زین اسرارِ قدرت ہائے حق
قصہ کوتہ کن ببین از ما دعائے مستجاب

دیکھو صفحہ ۲۔۳۔۴ سر ورق

اِس کو غور سے پڑھو کہ اِس میں آپ لوگون کے لئے خوشخبری ہے

بخدمت امراء و رئیسان و مُنعمان ذی مقدرت

و والیان ارباب حکومت و منزلت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

اے بزرگان اسلام خدا تعالیٰ آپ لوگون کے دلون میں تمام فرقون سے بڑھ کر نیک ارادے پیدا کرے اور اس نازک وقت میں آپ لوگون کو اپنے پیارے دین کا سچا خادم بناوے

مین اس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہون کہ مجھے خدا تعالی نے اِس
چودھوین صدی کے سر پر اپنی طرف سے **مامور** کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور
تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ مین اس پُر آشوب زمانہ مین **قرآن** کی خوبیان اور حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتین ظاہر کرون اور اُن تمام دشمنون کو جو اسلام
پر حملہ کر رہے ہین اُن نورون اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دون
جو مجھ کو عطا کئے گئے ہین سو یہ کام برابر دس برس سے ہو رہا ہے لیکن چونکہ وہ تمام ضرورتین
جو ہمکو اشاعت اسلام کے لئے درپیش ہین بہت سی مالی امدادات کے محتاج ہین اس لئے مین نے
یہ ضروری سمجہا کہ بطور تبلیغ آپ صاحبونکو اطلاع دون سو سُنو اے عالیجاہ بزرگو ہمارے لئے اللہ
جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ مین نہ مشکلات درپیش ہین کہ ایسی تالیفات
کے لئے جو لاکھون آدمیون مین پھیلانی چاہئے بہت سے سرمایہ کی حاجت ہے اور اب صورت
یہ ہے کہ اول تو ان بڑے بڑے مقاصد کے لئے کچھ بھی سرمایہ کا بندوبست نہین اور اگر بعض
پُرجوش مردان دین کی ہمت اور اعانت سے کوئی کتاب تالیف ہو کر شائع ہو تو باعث کم توجہی
اور غفلت زمانہ کے وہ کتاب بجز چند نسخون کے زیادہ فروخت نہین ہوتے اور اکثر نسخے اسکے
یا تو سالہا سال صندوقون مین بند رہتے ہین یا للہ مفت تقسیم کئے جاتے ہین اور اس طرح
اشاعت ضروریات دین مین بہت سا حرج ہو رہا ہے اور گو خدا تعالی اس جماعت کو دن بدن زیادہ
کرتا جاتا ہے مگر ابھی تک ایسے دولتمندون مین سے ہمارے ساتھ کوئی بھی نہین کہ کوئی حصہ
معتد بہ اس خدمت اسلام کا اپنے ذمہ لے لے اور چونکہ یہ عاجز خدا تعالی سے مامور ہو کر تجدید
دین کے لئے آیا ہے اور مجھے اللہ جل شانہ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امرا اور
ملوک کو بھی ہمارے گروہ مین داخل کریگا اور مجھے اُسنے فرمایا کہ مین تجھے برکت پر برکت دونگا

یہان تک کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈھونڈین گے سو اسی بنا پر آج مجھے خیال آیا
کہ مین ارباب دولت اور مقدرت کو اپنے کام کی نصرت کے لئے تحریک کرون۔

اور چونکہ یہ دینی مدد کا کام ایک عظیم الشان کام ہے اور انسان اپنے شکوک اور شبہات
اور وساوس سے خالی نہین ہوتا اور بغیر شناخت وہ صدق بھی پیدا نہین ہوتا جس سے ایسی بڑی بڑی
مددون کا حوصلہ ہو سکے اسلئے مین تمام امرا کی خدمت مین بطور عام اعلان کے لکھتا ہون کہ
اگر انکو بغیر ازمایش ایسی مد مین تامل ہو تو وہ اپنے بعض مقاصد اور مہمات اور مشکلات کو اس
غرض سے میری طرف لکھ بھیجین کہ تا مین اُن مقاصد کے پورے ہونے کے لئے دعا کرون
مگر اس بات کو تصریح سے لکھ بھیجین کہ وہ مطلب کے پورا ہونے کے وقت کہان تک ہمین اسلام
کی راہ مین مالی مدد دینگے اور کیا اونھون نے اپنے دلون مین پختہ اور حتمی وعدہ کر لیا ہے کہ ضرور
وہ اسقدر مدد دین گے اگر ایسا خط کسی صاحب کی طرف سے مجھ کو پہنچا تو مین اُس کے لئے دُعا
کرون گا اور مین یقین رکھتا ہون کہ بشرطیکہ تقدیر مبرم نہ ہو ضرور خدا تعالی میری دُعا سنیگا
اور مجکو الہام کے ذریعہ سے اطلاع دیگا اس بات سے نومید مت ہو کہ ہمارے مقاصد بہت پیچیدہ
ہین کیونکہ خدا تعالی ہر چیز پر قادر ہے بشرطیکہ ارادہ ازلی اُسکے مخالف نہو اور اگر ایسے صاحبونکی
بہت سی درخواستین آئین تو صرف انکو اطلاع دیجائیگی جنکے کشود کار کی نسبت از جانب حضرت
عزوجل خوشخبری ملیگی اور یہ امور منکرین کے لئے نشان بھی ہون گے اور شاید یہ نشان اسقدر
ہو جائین کہ دریا کی طرح بہنے لگین بالآخر مین ہر ایک مسلمان کی خدمت مین نصیحتاً کہتا ہون کہ
اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ مین پڑا ہے اسکی مدد کرو کہ اب یہ غریب ہے اور مین اسی لئے آیا
ہون اور مجھے خدا تعالی نے علم قرآن بخشا ہے اور حقایق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہین
اور خوارق عطا کئے ہین سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ مجھے قسم ہے اُس ذات

کی جس کے ہاتھہ مین میری جان ہے کہ مین خداتعالی کی طرف سے بھیجا گیا ہون کیا ضرور نہ تھا کہ ایسی عظیم الفتن صدی کے سر پر جس کی کھلی کھلی آفات ہین ایک مجدد کھلے کھلے دعوی کے ساتھہ آتا سو عنقریب میرے کامون کے ساتھہ تم مجھے شناخت کروگے ہر ایک جو خداتعالی کیطرف سے آیا اُسوقت کے علماء کی ناسمجھی اسکی سدّراہ ہوئی آخر جب وہ پہچانا گیا تو اپنے کامون سے پہچانا گیا کہ تلخ درخت شیرین پھل نہین لاسکتا اور خدا غیر کو وہ برکتین نہین دیتا جو خاصون کو دیجاتی ہین اے لوگو اسلام نہایت ضعیف ہو گیا ہی اور اعداء دین کا چارون طرف سے محاصرہ ہے اور تین ہزار سے زیادہ مجموعہ اعتراضات کا ہو گیا ہے ایسے وقت مین ہمدردی سے اپنا ایمان دکھاؤ اور مردان خدا مین جگہ پاؤ والسلام علی من اتبع الهدی

بیکسی شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست — ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست
ہر طرف سیل ضلالت صد ہزاران تن ربود — حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم ہشیار نیست
این خداوندان نعمت این چنین غفلت چراست — بیخود از خوابید یا خود بخت شان بیدار نیست
ای مسلمانان خدارا یک نظر بر حال دین — آنچہ می بینیم بلاہا حاجت اظہار نیست
آتش افتادست در جنتش بخیزید اے یلان — دیدنش از دور کار مردم دیندار نیست
ہر زمان از بہر دین در خون دل من می تپد — محرم این درد ما جز عالم اسرار نیست
آنچہ بر ما میرود از غم کہ داند جز خدا — زہر می نوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست
ہر کسے غمخواری اہل و اقارب می کند — ای دریغ این بیکسی را ہیچ کس غمخوار نیست
خون دین بینیم روان چون کشتگان کربلا — ای عجب این مردمان را مہر آن دلدار نیست
حیرتم آید چو بینم بذل شان در کار نفس — کاین ہمہ جود و سخاوت در رہ دادار نیست
ای کہ داری قدرت ہم عزم تائیدات دین — لطف کن یارا نظر یا اندک و بسیار نیست

ہین کہ چون در خاک می غلطد ز جور ناکسان	آنکہ شل او بزیر گنبد دوّار نیست
اندرین وقت مصیبت چارۂ ما بیکسان	جز دعا ر بامداد و گریۂ اسحار نیست
ای خدا ہرگز مکن شاد آن دل تاریک را	آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست
اے برادر پنج روز ایام عشرت ہا بود	دائما عیش و بہار گلشن و گلزار نیست

راقم مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب

نکتہ چینیان جو پیش از وقت دلون مین پیدا ہوتی ہین ایسی معدوم ہو جاتی ہین کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کے ساتھ اپنی رایون سے رجوع کرتے ہین ماسوا اسکے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کے تحت مین ہے اگر میری طرف سے بنیاد اس پیشگوئی کیطرف اسی قدر ہے کہ مینے صرف یاوہ گوئی کے طور پر چند احتمالی ہمارے یون کو ذہن مین رکھکر اور اٹکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انھین اٹکلون کی بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے بلکہ مین راضی ہون کہ بجائے چھ برس کے جو مین نے اس کے حق مین میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھدے لیکھرام کی عمر اس وقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قوی ہیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے اور اس عاجز کی عمر اسوقت پچاس برس سے کچھہ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کے عوارض مین مبتلا ہے پھر باوجود اسکے مقابلہ مین خود معلوم ہو جائیگا کہ کونسی بات انسان کیطرف سے ہے اور کونسی بات خدا تعالیٰ کیطرف سے اور معترض کا یہ کہنا کہ ایسی پیشگوئیون کا اب زمانہ نہین ہے ایک معمولی فقرہ ہے جو اکثر لوگ مونھہ سے بولدیا کرتے ہین میری دانست مین تو مضبوط اور کامل صداقتون کے قبول کرنے کے لئے یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ شاید اسکی نظیر پہلے زمانون مین کوئی بھی مل نہ سکے ہان اس زمانہ سے کوئی فریب اور مکر مخفی نہین رہ سکتا مگر یہ تو راستبازون کے لئے اور بھی خوشی کا مقام ہے کیونکہ جو شخص فریب اور سچ مین فرق کرنا جانتا ہے وہی سچائی کی دل سے عزت کرتا ہے اور بخوشی اور دوڑکر سچائی کو قبول کر لیتا ہے اور سچائی مین کچھہ ایسی کشش ہوتی ہے کہ وہ آپ قبول کرا لیتی ہے ظاہر ہے کہ زمانہ صدہا ایسی نئی باتون کو قبول کرتا جاتا ہے جو لوگون کے باپ دادون نے قبول نہین کی تھین اگر زمانہ صداقتون کا پیاسا نہین تو پھر کیون ایک عظیم الشان انقلاب اسمین شروع ہے زمانہ بیشک حقیقی صداقتونکا دوست ہے نہ دشمن اور یہ کہنا کہ زمانہ عقلمند ہے اور سیدھے سادے لوگون کا وقت گذر گیا ہے یہ دوسرے لفظون مین زمانہ کی مذمت ہے گویا یہ زمانہ ایک

ایسا بدزمانہ ہی کہ سچائی کو واقعی طور پر سچائی پاکر پھر اسکو قبول نہین کرتا لیکن مین ہرگز قبول نہین کرونگا کہ فی الواقع ایسا ہی ہی کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ زیادہ تر میری طرف رجوع کرنیوالے اور مجھ سے فائدہ اٹھانیوالے وہی لوگ ہین جو نو تعلیم یافتہ ہین جو بعض اُنمین سے بی اے اور ایم اے تک پہنچے ہوئی ہین او مین یہ بھی دیکھتا ہون کہ یہ نو تعلیم یافتہ لوگون کا گروہ صداقتون کو بڑے شوق سے قبول کرتا جاتا ہی او صرف اسیقدر نہین بلکہ ایک نو مسلم اور تعلیم یافتہ یورپین انگریزونکا گروہ جنکی سکونت مدراس کے احاطہ مین ہی ہماری جماعت مین شامل و رتمام صداقتون پر یقین سے کہتے ہین اب مین خیال کرتا ہون کہ مین نے وہ تمام باتین لکھدی ہین جو ایک خدا ترس آدمی کے سمجھنے کے لئے کافی ہین آریون کا اختیار ہی کہ میرے اس مضمون پر بھی اپنی طرف سے جسطرح چاہین حاشیے چڑہادین مجھے اس بات پر کچھ بھی نظر نہین کیونکہ مین جانتا ہون کہ اسوقت اس پیشگوئی کی تعریف کرنا یا مذمت کرنا دونون برابر ہین اگر یہ خدا تعالی کی طرف سے ہی اور مین خوب جانتا ہون کہ اسی کیطرف سے ہے تو ضرور ہیبت ناک نشان کے ساتھ اسکا وقوعہ ہوگا اور دلون کو ہلادیگا اور اگر اُسکی طرف سے نہین تو پھر میری ذلت ظاہر ہوگی و اگر مین اسوقت رکیک تاویلین کرونگا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا وہ ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیارات اپنے ہاتھ مین رکھتا ہی وہ کاذب کو کبھی عزت نہین دیتا یہ بالکل غلط بات ہی کہ لیکھرام سے مجھکو کوئی ذاتی عداوت ہی مجھکو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت نہین بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے **کامل** اور مقدس کو جو تمام سچائیونکا چشمہ تھا توہین سے یاد کیا اسلئے خدا تعالی نے چاہا کہ اپنے ایک **پیارے** کی دنیا مین عزت ظاہر کرے ۔ والسلام علی من اتبع الہدی

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر - آج جو ۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے صبح کیوقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت مین مینے دیکھا کہ مین ایک وسیع مکان مین بیٹھا ہوا ہون اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہین اتنے مین ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اسکے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہی میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا مین نے نظر اوٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہین ملایک شداد و غلاظ مین سے ہی اور اسکی ہیبت دلون پر